نمازِ وتر - اہمیت، تعدادِ رکعت اور پڑھنے کا طریقہ

از: مولانا محمد نجیب سنبھلی قاسمی، ریاض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْم وَعَلیٰ آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن.

وتر کے معنی طاق (Odd Number) کے ہیں۔ احادیث نبویہ کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ ہمیں نمازِ وتر کی خاص پابندی کرنی چاہیے؛ کیونکہ نبی اکرم ﷺ سفر وحضر ہمیشہ نمازِ وتر کا اہتمام فرماتے تھے، نیز نبیِ اکرم ﷺ نے نمازِ وتر پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے حتی کہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص وقت پر وتر نہ پڑھ سکے تو وہ بعد میں اس کی قضا کرے۔۔۔ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کو وتر کی ادائیگی کا حکم (امر) متعدد مرتبہ دیا ہے، عربی زبان میں امر کا صیغہ عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ سے نمازِ وتر کا زندگی میں ایک مرتبہ بھی چھوڑنا حتی کہ حج کے موقع پر مزدلفہ میں بھی ثابت نہیں ہے، جیسا کہ سعودی عرب کے سابق مفتی عام شیخ عبدالعزیز بن باز ؒ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا ہے جو انٹرنیٹ کے اس لنک پر پڑھا جاسکتا ہے:

http://www.ahlalhdeeth.com/vb/showthread.php?t=157770

وتر کو واجب یا سنت مؤکدہ اشد التاکید کا درجہ دینے میں زمانۂ قدیم سے فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف چلا آرہا ہے۔ فقہاء وعلماء کی ایک جماعت نے سنتِ مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے؛ جب کہ فقہاء وعلماء کی دوسری جماعت مثلاً شیخ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ-۱۵۰ھ) نے نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں واجب قرار دیا ہے، جس کا درجہ فرض سے یقیناً کم ہے۔ جن فقہاء وعلماء نے سنت مؤکدہ اشد التاکید کہا ہے، انھوں نے بھی احادیث شریفہ کی روشنی میں یہی فرمایا ہے کہ نماز وتر کا ہمیشہ اہتمام کرنا چاہیے اور وقت پر ادا نہ کرنے پر اس کی قضا کرنی چاہیے۔ شیخ امام احمد بن حنبلؒ (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ) نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ: جس نے

جان بوجھ کر نمازِ وتر کو چھوڑا، وہ برا شخص ہے اور اس کی شہادت قبول نہیں کرنی چاہیے۔ (۱) علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی نمازِ وتر چھوڑنے والے کی شہادت قبول نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ غرضے کہ عملی اعتبار سے امت مسلمہ متفق ہے کہ نمازِ وتر کی ہمیشہ پابندی کرنی چاہیے اور وقت پر ادا نہ کرنے پر اس کی قضا بھی کرنی چاہیے خواہ اس کو جو بھی عنوان دیا جائے۔

نمازِ وتر کی اہمیت وتاکید نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں:

(۱) عَنْ اَبِی سَعِید الْخُدرِیؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: اَوْتِرُوا قَبلَ اَنْ تُصْبِحُوا (۲)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صبح ہونے سے قبل نمازِ وتر پڑھو۔

(۲) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: یَا اَھْلَ الْقُرْآنِ اَوْتِرُوا فَاِنَّ اللّٰہَ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ (۳)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمانو! وتر پڑھو؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بھی وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

(۳) عَنْ خارجةَ بنِ حذافةؓ اَنَّہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰہَ اَمَدَّکُم بِصَلَاۃٍ ھِیَ خَیْرٌ لَّکُم مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ. الوِتْرُ جَعَلَہُ اللّٰہُ لَکُم فِیمَا بَیْنَ صَلاۃِ الْعِشَاءِ اِلَی اَن یَّطْلُعَ الْفَجْرُ (۴)

حضرت خارجہ بن حذافہؓ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز عطا فرمائی ہے، وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، اور وہ وتر کی نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نماز تمہارے لیے نمازِ عشا کے بعد سے صبح ہونے تک مقرر کی ہے.... محدثینؒ نے تحریر کیا ہے کہ سرخ اونٹوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ: نمازِ وتر دنیا ومافیہا سے بہتر ہے؛ کیونکہ اُس زمانہ میں سرخ اونٹ سب سے زیادہ قیمتی چیز تھی۔

(٤) عَنْ اَبِی سَعِیدِ الْخُدرِیؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِہِ اَوْ نَسِیَہُ فَلْیُصَلِّہِ اِذَا ذَکَرَہ (۵)

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے (یا وہ جاگے) تو اسی وقت پڑھ لے۔

(٥) عن بریدةؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یقول: اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا، اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ یُوْتِرْ فَلَیْسَ مِنَّا (٦)

حضرت بریدہ اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نمازِ وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ نمازِ وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ نمازِ وتر حق ہے، جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں...... بعض روایت میں یہ حدیث ''الوترُ واجِبٌ'' کے لفظ سے مروی ہے۔

جن حضرات نے وتر کو واجب قرار نہیں دیا ہے، حسب معمول انھوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض محدثینؒ نے اِس حدیث کی سند میں آئے ایک راوی (ابو منیب عبداللہ بن عبداللہ العتکیؒ) کو ضعیف قرار دیا ہے؛ جب کہ محدثینؒ کی دوسری جماعت مثلاً امام یحییٰ بن معینؒ (۱۵۸ھ۔۲۳۳ھ) انھیں ثقہ کہتے ہیں، امام حاکمؒ نے اِس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے۔ امام داؤدؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر خاموشی اختیار کی ہے، جو اُن کے نزدیک حدیث کے صحیح یا کم از کم حسن ہونے کے دلیل ہوتی ہے۔ (۷)

نمازِ وتر کا وقت:

نمازِ وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح ہونے تک رہتا ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱و۳) میں مذکور ہے۔ بعض علماء نے نماز فجر کی ادائیگی تک نماز وتر کا وقت تحریر کیا ہے؛ مگر جمہور علماء کے نزدیک صبح ہونے کے بعد وتر ادا نہ کیے جائیں؛ بلکہ طلوعِ آفتاب کے بعد نمازِ وتر کی قضا کی جائے؛ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح ہونے کے بعد سے طلوع آفتاب تک صرف دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت فرض ادا کی جائیں۔ جیسا کہ جلیل القدر تابعی شیخ سعید بن المسیبؒ کا فتویٰ ہے، جو امام بیہقی نے اپنی کتاب "سنن البیہقی الکبریٰ حدیث ۴۲۳۴ باب من لم یصل بعد الفجر إلاّ رکعتی الفجر ثم بَادَرَ بالفَرْضِ" میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ شیخ سعید بن المسیبؒ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ صبح ہونے کے بعد دو رکعت سے زیادہ نماز پڑھتا ہے اور اِس نماز میں خوب رکوع وسجدے کرتا ہے تو شیخ سعید بن المسیبؒ نے اسے اِس کام سے منع کیا۔ اس شخص نے کہا کہ کیا اللہ مجھے نماز پر عذاب دے گا؟ تو شیخ سعید بن المسیبؒ نے جواب دیا: نہیں، لیکن تمھیں سنت کی خلاف ورزی پر عذاب دے گا۔

شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا فتویٰ بھی یہی ہے کہ جو شخص صبح ہونے تک وتر نہ پڑھ سکے تو وہ طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھے۔ (۸)

نماز وتر کے لیے افضل وقت:

رات کے آخری حصہ میں نمازِ تہجد پڑھ کر نمازِ وتر کی ادائیگی افضل ہے، نبی اکرم ﷺ کا

مستقل معمول بھی یہی تھا؛ البتہ وہ حضرات جو رات کے آخری حصہ میں نمازِ تہجد اور نمازِ وتر کا اہتمام نہیں کرسکتے ہیں تو وہ سونے سے قبل ہی وتر ادا کرلیں۔

(۶) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو خوف ہے کہ وہ آخری رات میں اٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا ہے تو وہ رات کے شروع حصہ میں ہی وتر ادا کرلے؛ البتہ جس کو رغبت ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نماز وتر ادا کرے تو اُسے ایسا ہی کرنا چاہیے؛ کیونکہ رات کے آخری حصہ میں ادا کی گئی نماز کے وقت فرشتے حاضر رہتے ہیں اور یہی افضل ہے۔(۹)

(۷) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میرے خلیل نبی اکرم ﷺ نے مجھے تین باتوں کی وصیت کی ہے..... جن میں سے ایک..... سونے سے قبل وتر کی ادائیگی ہے۔ میں انھیں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔(۱۰)

وتر چھوٹ جائے تو قضا کریں:

نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں تمام فقہاء وعلماء نمازِ وتر کی قضا کی مشروعیت پر تو متفق ہیں (جیسا کہ سعودی عرب کے بڑے علماء کی کونسل "اللَّجنةُ الدائمةُ لِلبُحُوثِ العِلمِيَّة والإفتاء" نے فتویٰ نمبر ۱۱۲۷۱ میں تحریر کیا ہے)، لیکن قضا کے وقت میں ان کی آراء مختلف ہیں، اگرچہ تقریباً تمام ہی فقہاء وعلماء طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک کے وقت کو نماز وتر کی قضا کا بہترین وقت قرار دیتے ہیں۔

(۸) حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث (نمبر۴) گزر چکی ہے۔ سنن بیہقی میں یہ حدیث قدرے وضاحت کے ساتھ وارد ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وتر پڑھے بغیر سوگیا، وہ صبح کو پڑھے اور جو بھول گیا وہ یاد آنے پر پڑھے۔(۱۱)

(۹) امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ صحابۂ کرامؓ نے فجر کے بعد وتر پڑھے (یعنی بروقت نہ پڑھ سکے تو بعد میں بطور قضا پڑھے)(۱۲)

وضاحت: جو حضرات رات کے آخری حصہ میں نمازِ وتر کا اہتمام کرتے ہیں تو کبھی کبھی بشری تقاضے کی وجہ سے وہ نمازِ وتر وقت پر ادا نہیں کرپاتے ہیں۔

(۱۰) حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس شخص کا رات کا کوئی معمول سونے کی وجہ سے رہ جائے اور وہ فجر کے بعد ظہر سے قبل ادا کرلے

تو اس کے لیے ایسا ہی ہے، جیسا کہ اس نے اس کو معمول کے مطابق ادا کیا۔(۱۳)

وتر کی تعداد رکعت:

نبی اکرم ﷺ نے متعدد طریقوں سے یہ وتر ادا کیے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ طریقے آج تک امت مسلمہ میں زندہ رکھے ہیں، مندرجہ ذیل دو طریقے امت مسلمہ میں زیادہ رائج ہیں:

(۱) وتر کی ۳ رکعت اس طرح ادا کی جائیں کہ ۲ رکعت پر سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت ادا کی جائے، یعنی ۳ رکعت دو تشہد اور ۲ سلام کے ساتھ۔

نوٹ: کچھ حضرات نے سہولت پر عمل کرنے کا کچھ زیادہ ہی مزاج بنالیا ہے؛ چنانچہ وہ صرف ایک ہی رکعت وتر ادا کرلیتے ہیں، صرف ایک رکعت وتر ادا کرنے سے بچنا چاہیے؛ کیونکہ فقہاء وعلماء کی ایک جماعت کی رائے میں ایسا کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲) ایک سلام اور دو قاعدوں کے ساتھ نمازِ مغرب کی طرح وتر کی تین رکعت ادا کی جائیں۔

اِن مذکورہ دونوں شکلوں میں وتر کی ادائیگی صحیح ہے؛ البتہ فقہاء وعلماء کرام نے اپنے اپنے نقطۂ نظر سے وتر کی کسی ایک شکل کو راجح قرار دیا ہے، مثلاً سعودی عرب کے علماء نے پہلی صورت کو راجح قرار دیا ہے؛ جب کہ دیگر فقہاء وعلماء مثلاً شیخ نعمان بن ثابت یعنی امام ابوحنیفہؒ (۸۰ھ -۱۵۰ھ) نے دوسری شکل کو مندرجہ ذیل احادیث شریفہ کی روشنی میں راجح قرار دیا ہے:

وتر کی تین رکعت:

(۱۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں ۱۱/رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلے ۴/رکعت پڑھتے تھے، ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ ۴/رکعت پڑھتے تھے، ان کے حسن اور لمبائی کے بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ پھر آپ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔(۱۴) یہ حدیث، حدیث کی ہر مشہور کتاب میں موجود ہے، اس حدیث میں تین رکعت وتر کا ذکر ہے۔

(۱۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلیٰ"، دوسری رکعت میں "قُلْ یَا أَیُّهَا الكَافِرُون" اور تیسری رکعت میں "قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد" پڑھتے تھے۔(۱۵)

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ وہ رات میں تہجد کی ۸/رکعت پڑھتے، پھر تین وتر پڑھتے اور فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔(۱۶)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ وتر تین رکعت ہے، نیز تین رکعت وتر کے جواز پر تمام علماء امت کا اجماع ہے، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جمہور صحابۂ کرامؓ کو بھی تین وتر پسند تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے اکثر صحابۂ کرامؓ اور بعد میں آنے والے جمہور اہل علم کا پسندیدہ عمل بھی یہی ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلیٰ، دوسری رکعت میں سورۂ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔(۱۷) ایک رکعت وتر پڑھنے میں علماء امت کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے، لہٰذا قوتِ دلائل کے ساتھ ساتھ احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وتر میں تین رکعت ہی پڑھی جائیں۔

ایک سلام ودو تشہد کے ساتھ تین رکعت وتر:

(۱۴) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔(۱۸)

(۱۵) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ”سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلیٰ“، دوسری رکعت میں "قُل يَا أَيُّها الكافرون" اور تیسری رکعت میں "قل هُوَ اللّٰهُ أحد" پڑھتے تھے اور تیسری رکعت کے اختتام پر سلام پھیرتے تھے۔(۱۹)

(۱۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد گھر میں تشریف لاتے تھے، پھر دو رکعت پڑھتے تھے، پھر مزید دو رکعت پہلی دونوں رکعتوں سے لمبی پڑھتے تھے، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور درمیان میں (سلام کے ذریعہ) فصل نہیں کرتے تھے (یعنی یہ تینوں رکعت ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے(۲۰)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مغرب کی نماز، دن کی وتر ہے، پس رات میں بھی وتر پڑھو۔(۲۱)

(۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رات کے وتر میں دن کے وتر یعنی نمازِ مغرب کی طرح تین رکعت ہیں۔(۲۲)

(۱۹) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ صحابی رسول ﷺ حضرت ابی بن کعبؓ تین رکعت وتر پڑھتے تھے اور مغرب کی نماز کی طرح تیسری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔(۲۳)

(۲۰) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں اور آخر میں ہی سلام پھیرا جائے۔(۲۴)

(۲۱) صحابی رسول ﷺ حضرت انسؓ نے تین رکعت وتر پڑھی اور صرف آخری رکعت میں

سلام پھیرا۔ (۲۵)

﴿وضاحت﴾: ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں، رہا دوسری رکعت کے بعد قاعدہ کرنے کا ثبوت تو ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں ملتی، جس میں یہ ذکر ہو کہ نبی اکرم ﷺ تین رکعت وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے اور دوسری رکعت کے بعد قاعدہ کرنے سے منع کرتے تھے۔ اس کے برعکس متعدد ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے دن رات کی ہر نماز میں ہر دوسری رکعت پر قاعدہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وتر کا اس عموم سے مستثنیٰ ہونا کسی ایک حدیث میں نہیں ملتا، اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم ﷺ ضرور بیان فرماتے اور صحابۂ کرامؓ اہتمام سے امت تک پہونچاتے۔

بعض حضرات نے دار قطنی اور بیہقی میں وارد حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے صرف ایک حصہ (وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِب) کو ذکر کرکے تحریر کردیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک سلام اور دو تشہد کے ذریعہ نمازِ وتر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث کے صرف ایک حصہ کو ذکر کرکے کوئی فیصلہ کرنا ایسا ہی ہوگا، جیسے کہ کوئی کہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور دلیل کے طور پر پیش کرے (وَلَا تَقْرَبُوا الصَّلَاة...)۔

دار قطنی اور بیہقی میں وارد اس حدیث کے مکمل الفاظ اس طرح ہیں (لَا تُوتِرُوْا بِثَلَاثٍ، اَوْتِرُوا بِخَمْسٍ اَوْ سَبْعٍ وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِب)۔ اگر اس حدیث کا تعلق صرف وتر سے ہے تو اس کے معنی ہوں گے کہ مغرب کی طرح تین وتر نہ پڑھو؛ بلکہ پانچ یا سات پڑھو، جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ یقیناً اس کا دوسرا مفہوم ہے۔ ممکن ہے کہ اس حدیث کا تعلق تہجد کی نماز سے ہو، یعنی جب تم نماز تہجد اور اس کے بعد وتر پڑھنا چاہو تو کم از کم ۵ یا ۷ رکعت پڑھو۔

اور اگر یہ تسلیم کربھی لیا جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے نمازِ وتر میں مغرب سے مشابہت سے منع فرمایا ہے، تو کس بنیاد پر ہم یہ کہیں گے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دوسری رکعت میں قاعدہ نہ کیا جائے۔ کل قیامت تک بھی کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے دار قطنی اور بیہقی میں وارد اس حدیث کا یہ مفہوم ثابت نہیں کرسکتا ہے۔ اس کے یہ مطلب بھی تو ہوسکتے ہیں:

(۱) نماز وتر کو مغرب کی طرح نہ پڑھو یعنی وتر کی تیسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملاؤ؛ تاکہ مغرب اور وتر میں فرق ہوجائے۔

(۲) نماز وتر کو مغرب کی طرح نہ پڑھو یعنی وتر میں دعائے قنوت بھی پڑھو؛ تاکہ مغرب اور

وتر میں فرق ہوجائے۔

غرضے کہ اِس حدیث کی بنیاد پر یہ کہنا کہ نبی اکرم ﷺ نے وتر کی تین رکعت ایک سلام سے پڑھنے پر وتر کی دوسری رکعت میں قاعدہ کرنے سے منع فرمایا ہے، صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات میں حدیث کا یہ مفہوم مذکور نہیں ہے۔ ہاں کسی عالم یا فقیہ کی اپنی رائے ہوسکتی ہے جو غلطی کا احتمال رکھتی ہے، جس پر عمل کرنا ہمارے لیے ضروری نہیں ہے۔ فقہاء وعلماء کی دوسری جماعت مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ اِس حدیث سے یہ مفہوم لینا صحیح نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے مختلف فیہ مسائل میں وسعت سے کام لینا چاہیے، امام ابوحنیفہؒ کی رائے کو قرآن وسنت کے خلاف قرار دینے کی ناکام کوشش نہیں کرنی چاہیے!

اس موقع کو غنیمت سمجھ کر یہ بات واضح کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ اِن دنوں بعض حضرات امام ابوحنیفہؒ (جنھیں تقریباً سات صحابۂ کرامؓ کے دیدار کا شرف حاصل ہے) کی قرآن وسنت کی روشنی میں بعض آراء (اگر وہ اُن کے علماء کی رائے سے مختلف ہوتی ہے) کو قرآن وسنت کے خلاف بتاتے ہیں اور ایسا تاثر پیش کرتے ہیں کہ جو انھوں نے ۱۴۰۰ سال کے بعد قرآن وسنت کو سمجھا ہے، وہی صحیح ہے، صحابۂ کرامؓ اور بڑے بڑے تابعین کی صحبت سے مستفید ہونے والے حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن وسنت کے خلاف فیصلہ فرمایا ہے اور اُن کی رائے پر اس طرح لعن وطعن شروع کردیتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہ رائے گیتا، رامائن اور بائبل سے اخذ کی ہے، نعوذ باللہ..... اگر کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے کی دلیل ترمذی جیسی مستند کتاب میں وارد نبی اکرم ﷺ کے قول یا عمل پر مشتمل ہوتی ہے، تو بخاری ومسلم کی حدیث کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔۔ ایک سلام اور دو تشہد سے وتر کی تین رکعت کو غلط قرار دینے کے لیے صحیحین ہی نہیں؛ بلکہ صحاح ستہ سے بھی باہر نکل کر دار قطنی اور بیہقی کی اُس روایت کو بنیاد بنایا جارہا ہے، جس کے متعدد مفہوم ہوسکتے ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

دعائے قنوت کا وقت:

دعائے قنوت خواہ رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد پڑھی جائے، دونوں شکلوں میں نماز ادا ہوجائے گی؛ البتہ افضل وقت کے متعلق فقہاء وعلماء کے درمیان اختلاف ہے۔ صحابیِ رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی رائے یہ ہے کہ دعائے قنوت پورے سال رکوع سے قبل پڑھی

جائے۔(۲۶) شیخ امام ابوحنیفہؒ، شیخ امام سفیان ثوریؒ، شیخ امام اسحاقؒ اور شیخ امام ابن مبارکؒ جیسے جلیل القدر فقہاء نے متعدد احادیث کی بناء پر اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ اس کی دلیل میں اختصار کی وجہ سے صرف دو حدیثیں ذکر کررہا ہوں:

(۲۲) حضرت عاصمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق سوال کیا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: قنوت ثابت ہے۔ میں نے عرض کیا: رکوع سے قبل یا بعد؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: رکوع سے قبل۔ میں نے کہا کہ فلاں نے مجھے آپ کی بابت بتایا ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد پڑھی ہے؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: اس نے جھوٹ کہا ہے۔ رکوع کے بعد تو رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ دعاء قنوت پڑھی ہے۔(۲۷)

بخاری شریف کی سب سے زیادہ مشہور شرح لکھنے والے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی تمام روایات کو پیش نظر رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب دعا قنوت کسی خاص وجہ سے (دعا وغیرہ کے لیے) پڑھی جائے تو بالاتفاق وہ رکوع کے بعد ہے اور جو قنوت عام حالات میں پڑھی جائے تو حضرت انسؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے کہ وہ رکوع سے پہلے ہے۔(۲۸)

(۲۳) حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔(۲۹)

دعائے قنوت سے قبل رفعِ یدین:

(۲۴) حضرت اسودؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وتر کی آخری رکعت میں ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھتے تھے۔(۳۰)

دعائے قنوت:

جو دعائے قنوت عموماً ہم پڑھتے ہیں (اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِینُکَ وَنَسْتَغفِرُکَ وَنُؤمِنُ بِکَ ......)، وہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔تفصیلات کے لیے دیکھیں:(۳۱)

خلاصۂ کلام:

فرض نمازوں کے ساتھ ہمیں نماز وتر کا خاص اہتمام کرنا چاہیے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے اقوال وافعال کی روشنی میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سنن ونوافل کا بھی اہتمام کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوجائے، جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا جاتا ہے۔ نیز اگر خدانخواستہ قیامت کے دن فرض نمازوں میں کچھ کمی نکلے تو سنن

ونوافل سے اس کی تکمیل کردی جائے، جیسا کہ احادیث میں ذکر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازوں کا اہتمام کرنے والا بنائے اور ہماری نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا فرمائے؛ تاکہ ہماری نمازیں دنیا میں ہمیں برائیوں سے روکنے کا ذریعہ بنیں اور قیامت کے دن جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ بنیں۔

❁ ❁ ❁

حواشی:

(۱) فتاویٰ علامہ ابن تیمیہؒ ۱۲۷/۲۳، ۲۵۳۔ (۲) مسلم حدیث نمبر ۷۵۴، ۱۲۵۳، ترمذی۔حدیث نمبر ۴۳۰۔ (۳) ابی داؤد، باب استحباب الوتر ۱۴۱۶، نسائی، باب الامر بالوتر ۱۶۷۵، ابن ماجہ، باب ماجاء فی الوتر ۱۱۶۹، ترمذی، باب ماجاء ان الوتر لیس بحتم ۴۵۳۔ (۴) ترمذی۔ باب ماجاء فی الوتر ۴۵۲، ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی الوتر ۱۱۶۸، ابی داؤد۔ باب استحباب الوتر ۱۴۱۸۔ (۵) ابی داؤد۔ باب فی الدعاء بعد الوتر ۱۴۳۱، ترمذی۔ باب ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر او ینساہ ۴۶۵، ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی من نام عن الوتر ۱۱۸۸۔ (۶) سنن ابی داؤد باب فی من لم یوتر ۱۴۱۹۔ (۷) درس ترمذی، مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم)۔ (۸) (مجموع فتاویٰ ابن باز ۳۰۰/۱۱) جو انٹرنیٹ کے اس لنک پر پڑھا جاسکتا ہے http://islamqa.info/ar/ref/65692۔ (۹) بخاری ومسلم۔ (۱۰) بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابوداؤد ومسند احمد۔ (۱۱) سنن کبریٰ للبیہقی۔ ابواب الوتر۔ (۱۲) مؤطا مالک۔ الوتر بعد الفجر۔ (۱۳) بخاری، مسلم ۷۴۷، ترمذی۔ باب ماذکر فیمن فاتہ حزبہ من اللیل فقضاہ بالنہار، نسائی۔ باب متی یقضی من نام عن حزبہ من اللیل، ابن ماجہ۔ باب ماجاء فیمن نام عن حزبہ من اللیل۔ (۱۴) بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد وابن ماجہ ونسائی۔ (۱۵) ترمذی ... باب ما یقرء فی الوتر... وقال الحاکمؒ صحیحٌ علی شرط الشیخین. (۱۶) نسائی باب الوتر۔ (۱۷) ترمذی۔ (۱۸) نسائی باب کیف الوتر بثلاث ۱۶۹۸۔ (۱۹) نسائی باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر أبی بن کعب فی الوتر ۱۷۰۱، أبوداؤد باب ما یقرا فی الوتر ۱۴۲۳، ابن ماجه باب ما جاء فی ما یقرا فی الوتر ۱۱۷۱۔ (۲۰) مسند احمد ۱۵۶/۶، مسند النساء، حدیث السیدہ عائشہؓ ۲۵۷۳۸، نیز ملاحظہ ہو زاد المعاد ۳۳۰/۱ فصل فی سیاق صلاتہ ﷺ باللیل ووترہ۔ (۲۱) مسند احمد ۳۰/۲، مؤطا مالک، باب الامر بالوتر صحیح الجامع الصغیر للالبانی ۱۲۷/۲ حدیث نمبر ۳۸۳۴۔ (۲۲) المعجم الکبیر للطبرانی ۲۸۲/۹ حدیث نمبر ۹۴۱۹ ورجاله رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۵۰۳/۲ باب عدد الوتر حدیث نمبر ۳۴۵۵۔ (۲۳) مصنف عبدالرزاق ۲۶/۳ باب کیف التسلیم فی الوتر حدیث نمبر ۴۶۵۹۔ (۲۴) مصنف ابن ابی شیبہ ۹۰/۲ باب من کان یوتر بثلاث او اکثر حدیث نمبر ۶۸۳۴۔ (۲۵) مصنف ابن ابی شیبہ ۹۱/۲ باب من کان یوتر بثلاث او اکثر حدیث نمبر ۶۸۴۰۔ (۲۶) ترمذی۔ (۲۷) بخاری۔ باب القنوت قبل الرکوع او بعدہ)۔ (۲۸) فتح الباری صفحہ ۴۹۱ باب القنوت قبل الرکوع اور بعدہ۔ (۲۹) ابن ماجہ۔ باب ماجاء فی القنوت قبل الرکوع وبعدہ حدیث نمبر ۱۱۸۲۔ (۳۰) جزء رفع الیدین للامام البخاریؒ ص ۲۸۔ (۳۱) مصنف ابن ابی شیبہ ۹۵/۲ باب فی قنوت الوتر حدیث نمبر ۶۸۹۳، سنن کبری للبیهقی ۲۱۱/۲۔

❁ ❁ ❁